REGD. NO. L. 5256

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل
ربوہ

سہ شنبہ

جلد ۵۰/۱۵ ۔ ۷ تبلیغ ۱۳۴۰ ہش ۔ ۷ فروری ۱۹۶۱ء ۔ نمبر ۳۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ —

ربوہ ۶ فروری بوقت ۱۰ بجے صبح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت کل نسبتاً بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔

احباب جماعت دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور اقدس کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اور تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

اقوامِ متحدہ کی زیرنگرانی کانگو میں نمائندہ حکومت قائم کرنیکی تجویز

صدر کینیڈی سے وزیر خارجہ اور کانگو میں متعین امریکی سفیر کی ملاقات

واشنگٹن ۶ فروری ۔ صدر کینیڈی کی نئی حکومت کانگو میں اقوام متحدہ کی زیرنگرانی ایک ایسی نمائندہ حکومت بنانے کی تجویز پر غور کر رہی ہے جس میں تمام جماعتوں کے ارکان شامل ہوں۔ اس سلسلے میں صدر کینیڈی نے لیوپولڈول کے امریکی سفیر اور وزیر خارجہ مسٹر ڈین رسک سے بات چیت بھی کی ہے۔ امریکہ اس سکیم کے بارے میں برطانیہ اور روس سے بھی بات چیت کرے گا — دریں اثناء اقوام متحدہ کی فوج میں متحدہ عرب جمہوریہ کے کمانڈر نے اعلان کیا ہے کہ افریقہ کی نئی جمہوریہ کانگو انتشار کا شکار ہو گئی ہے۔ آپ نے کہا کہ کانگو میں اقوام متحدہ کی فوج سے متحدہ عرب جمہوریہ کے دستوں کے انخلاء کی وجہ سے یہاں خانہ جنگی یقینی ہو گئی ہے عرب جمہوریہ کے کمانڈر نے یہ اعلان کانگو سے اپنی فوجوں کے انخلاء کے موقعہ پر کیا ہے۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی صحت

ربوہ ۶ فروری ۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ کی طبیعت بدستور علیل ہے۔ احباب جماعت صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

نویں جماعت تک کی نصابی کتب اپریل تک تیار ہو جائینگی

لاہور ۶ فروری ۔ آئندہ تعلیمی سال کے دوران نویں جماعت تک کے طلباء کو جن نصابی کتب کی ضرورت ہو گی۔ وہ اپریل ۱۹۶۱ء تک مکمل کر لی جائیں گی۔ ثانوی تعلیمی بورڈ کے چیئرمین پروفیسر تاج محمد خیال نے بتایا کہ اس وقت سکولوں اور کالجوں کے ۴۰ اساتذہ نصابی کتب کی تیاری میں مصروف ہیں۔ انہیں حکومت نے خاص طور پر اس کام پر مامور کیا ہے تاکہ تعلیمی سال شروع ہونے پر نصابی کتب کی کمی محسوس نہ ہو۔ مصنفین کے علاوہ اساتذہ اور نصابی کتب لکھنے والوں کی ایک کثیر تعداد صوبائی یا علاقائی بنیادوں پر پڑھائی جانے والی کتابوں کے مسودے تیار کر رہی ہے — آپ نے

* ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ نصابی کتب کی طباعت میں دشواری پیدا ہونیکا کوئی امکان نہیں۔

ضلع جھنگ کے تقریری مقابلوں میں

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ نے ٹرافی جیت لی

ڈسٹرکٹ جھنگ ہائی سکولز ہیڈ ماسٹرز ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مورخہ ۳ فروری ۱۹۶۱ء کی شام کو جھنگ میں ضلع کے ہائی سکولز کا تقریری مقابلہ منعقد ہوا تھا۔ جس میں مختلف ہائی سکولوں کے ۱۸ طلباء نے حصہ لیا۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ اس مقابلہ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی ٹیم جو عزیز جاوید احمد اور عزیز قمر کریم پر مشتمل تھی منصف صاحبان کے فیصلے کے مطابق اول قرار پائی۔ چنانچہ ٹرافی جیتنے کا فخر تعلیم الاسلام ہائی سکول کے حصہ میں آیا فالحمد للہ علیٰ ذالک — منصفی کے فرائض مکرم میر تجمل حسین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز اور مکرم رائے نور احمد صاحب جھنگ نے ادا فرمائے۔ صدر مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر ٹی آئی ہائی سکول تھے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا طالب علم ہی اب سیکنڈری بورڈ کے بین الاضلاعی تقریری مقابلوں میں ضلع جھنگ کی نمائندگی کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سکول کو یہ نمایاں کامیابی مبارک کرے۔ اور اسے مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب مرحوم

ایک قابلِ رشک زندگی

— رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی —

خدا کے عرش کی تقدیر پوری ہوئی اور ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب کو میں بچپن سے جانتا ہوں۔ کیونکہ وہ سکول کے زمانہ میں **میرے شاگرد** رہے ہیں۔ اور اس کے بعد بھی انہوں نے ہمیشہ خط و کتابت اور ملاقات کے ذریعہ تعلق قائم رکھا۔ میں اپنے ذاتی مشاہدہ اور ذاتی علم کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹر بدرالدین صاحب مرحوم بے حد شریف اور بے شر اور مخلص اور نیک فطرت انسان تھے۔ بچپن سے ہی وہ نمازوں کے پابند قرآن کے عاشق اور دعاؤں میں شغف رکھتے تھے۔ اور اصطلاحی طور پر غیر واقف زندگی ہونے کے باوجود انہوں نے **اپنی ساری زندگی** عملاً خدمتِ دین کے لئے وقف رکھی۔ تبلیغ ان کی روح کی غذا تھی۔ اور سلسلہ کے لئے قربانی اور امام کی فرمانبرداری ان کا طرۂ امتیاز۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حکم سے **بورنیو** کے دور دراز ملک میں جا کر آباد ہو گئے اور وہیں اپنی بقیہ زندگی خدمتِ سلسلہ میں گزاردی اور اس ملک کو اس وقت چھوڑا جب انہوں نے سمجھ لیا کہ میرا وقت آچکا ہے اور اب مجھے اپنے **آشیانہ** میں واپس پہنچ جانا چاہئیے چنانچہ **ربوہ** پہنچتے ہی چند دن کے اندر اندر اپنے **آسمانی آقا** کے حضور حاضر ہو گئے۔ ان کی زندگی حقیقتہً **قابلِ رشک** تھی۔ بے حد شریف بے نفس۔ تہجد گزار دعا گو اور قرآن خوان انسان تھے۔ ان کے سب قدیم و جدید دوست ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ غالباً **تریسٹھ** سال کی عمر تھی۔ اور یہ وہی عمر ہے جس میں ہمارے محبوب آقا حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو **خدا کے وصال** کا پیغام آیا تھا کل من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ اور ان کے بیوی بچگان کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین یا ارحم الراحمین

خاکسار: مرزا بشیر احمد
حال ربوہ ۱-۲-۶۱

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۷ فروری ۶۱ء

پاکستان میں تبلیغ عیسائیت

آئے دن خاص کر پاکستان کے دینی کہلانے والے اخبارات میں یہ شور پڑتا ہے کہ پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ بڑے زور شور سے ہو رہی ہے اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ لائلپور کے ایک ہفت روزہ کے پہلے صفحہ پر ایک خبر شائع ہوئی ہے جس میں عیسائیوں کے مشنری کام کے اعداد و شمار دئے گئے ہیں جو ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔

"رومن کیتھولک عیسائیوں کا ایک اخبار "پراسیکٹر" کناڈا سے نکلتا ہے جس میں دنیا بھر کی عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کی تفصیل شائع ہوتی ہے اس اخبار نے پاکستان میں عیسائیت کی کامیابی کے عنوان سے لکھا ہے کہ ۱۹۵۷ء میں یہاں کے آٹھ ہزار مسلمانوں نے عیسائیت قبول کی۔ اس سے پہلے پاکستان میں ۸۰ ہزار عیسائی تھے لیکن اب ان کی تعداد دو لاکھ ۸۸ ہزار ۳۶۲ ہے۔

عالمی عیسائی ادارے کی فراہم کردہ تفصیلات کے مطابق پاکستان میں ۲۲۳ پادری ۷۸۲ مرد اور عورتیں بطور مبلغ کام کر رہے ہیں ۳۷۷ مدرسے ہیں جو تعلیم کے ذریعہ عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ان مدارس میں ۶۳۴۶۰ طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ۷۲ عیسائی ادارے ہسپتالوں وغیرہ کی صورت میں عیسائیت کے لئے زمین ہموار کرتے ہیں ۸۷ مذہبی مراکز ہیں جہاں عوام کو عیسائی بنایا جاتا ہے۔

صحیح صورت حال سمجھنے کے لئے یہ بھی معلوم رہے کہ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری میں پاکستانی علاقوں میں صرف گیارہ ہزار عیسائی تھے جو بالعموم اچھوتوں میں سے آئے تھے لیکن اب "پراسیکٹر" کی روایت کے مطابق دو لاکھ ۸۸ ہزار ۳۶۲ افراد عیسائیت کو قبول کئے ہوئے ہیں۔"

ہفت روزہ مذکور یہ تفصیل دیکر لکھتا ہے۔

"اعداد و شمار کی یہ خوفناک تفصیل ہمارے سامنے اس حالت میں آتی ہے جب کہ کراچی سے پشاور اور لاہور سے ڈھاکہ تک کئی سو دینی مدارس ہیں جن میں ہزاروں طلباء اور سینکڑوں مدرس دینی علوم کو پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہیں اور اس ملک میں ہزاروں علماء اور واعظ ایسے ہیں جو "تبلیغ" کو ہی ذریعہ معاش بنائے ہوئے ہیں۔ ایک طرف یہ بھاری بھر کم تعداد اور دوسری جانب حالت یہ ہے کہ اس ملک کے آٹھ ہزار مسلمان ایک ہی سال میں مرتد ہو جاتے ہیں۔"

اس کے بعد لائلپوری معاصر یہ سوال پوچھتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ چنانچہ لکھتا ہے:۔

"ایسا کیوں ہے؟ کیا عیسائیت اسلام سے زیادہ سائنٹیفک ہے؟ کیا ایک عامی شخص توحید کے واضح اور نکھرے ہوئے تصور کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اس کا ذہن تثلیث کی بھول بھلیوں کو زیادہ آسانی سے سمجھ لیتا ہے؟ —— نہیں ان میں سے کوئی بات بھی نہیں۔ اصل سبب اس المناک سانحہ کا یہ ہے کہ ہمارے علماء نے اپنا فرض صرف اس چیز کو قرار دے لیا ہے کہ جو لوگ مسجدوں میں آجاتے ہیں انہیں اپنے اپنے فرقے کے مخصوص مسائل سنا دئے جائیں۔ رہے وہ کروڑوں "مسلمان" جو اسلام کے مبادیات سے بھی ناواقف ہیں اور وہ جو غیر اسلامی افکار و خیالات کی زد میں رہتے ہیں تو ان سے ہمارے علماء کو کوئی سروکار نہیں۔

اگر ہمارے یہ قابل احترام حاملان دین اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ خدائے ذوالجلال کے حضور انہیں اس فتنہ ارتداد کے بارے میں جواب دہ ہونا ہے تو انہیں اس کے لئے فکرمند ہونا چاہیئے۔ اور اسلام کے اس تصور تبلیغ و دعوت کو اپنانا چاہیئے جو بلغ ما انزل الیک لعلک باخع نفسک علی ان لا یکونوا مومنین اور ما اسئلکم علیہ من اجر کے نوابین الٰہیہ میں پیش کیا گیا ہے۔"

معاصر نے واقعی صحیح نشاندہی کی ہے عوام کا عیسائی ہو جانا اس وجہ سے ہے کہ ہمارے علماء نے ان کے کانوں اور دلوں تک اسلام کا پیغام نہیں پہنچایا اور نہ ان کے سامنے اسلام کا نمونہ رکھا ہے۔

اگرچہ ہمارے خیال میں کناڈا کے رومن کیتھولک اخبار نے کچھ مبالغہ سے کام لیا ہے تاہم اس میں بھی شک نہیں ہے کہ پاکستان میں بے شمار عیسائی پادری دن رات یسوع مسیح کے نام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور اس امر کا بڑا امکان ہے کہ بعض ان پڑھ یا بعض ضرورت سے زیادہ مغربی تہذیب کے دلدادہ صاحب بہادر گرجا میں داخل ہو گئے ہوں۔

اگرچہ معاصر نے مسلمانوں کے عیسائی ہونے کی بنیادی وجہ پراگندگی رکھی ہے اور علمائے کرام کی بے پرواہی کو اس کا سبب بتایا ہے لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سے ایسے پہلو ہیں جن پر غور کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ لوگ گرجا میں کیوں جا داخل ہوتے ہیں۔ اول اور سب سے بڑا موثر طریق جو عیسائی استعمال کرتے ہیں وہ خدمت خلق کے کام ہیں۔ انہوں نے جہاں گرجے بنائے ہیں وہاں سب سے پہلے ہسپتال بھی قائم کر رکھے ہیں اور ان ہسپتالوں میں یورپ کے ماہرین کام کرتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی کشش ہے جو عوام کو عیسائیوں سے ربط پیدا کراتی ہے۔ ان ہسپتالوں میں جو ڈاکٹر کام کرتے ہیں وہ بھی دراصل پادری ہوتے ہیں اور وہ خدمت خلق کے جذبہ سے متاثر ہو کر اپنے وطنوں کو خیرباد کہہ کر اتنی دور آکر کام کرتے ہیں۔

ہسپتالوں کے علاوہ سکول ہیں۔ بعض سکول تو ایسے ہیں کہ لکھے پڑھے اور متمول پاکستانی اپنے بچوں کو انہی سکولوں میں پڑھانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ریڈ کلاس ہے جو ایک بنیادی طور پر سراسر عیسائی ادارہ ہے۔ عیسائیوں کے عام سکول ایسے ہیں جہاں فیس وغیرہ ہی صرف نہیں لی جاتی بلکہ تعلیم کا تمام خرچ مشن برداشت کرتا ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی سہولتیں دی جاتی ہیں اور ضرورت مند ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس طرح اپنی دولت ایمان فروخت کر دیتے ہیں۔ نیچ قوموں میں ان کا پراپیگنڈہ بلکہ یوں کہنا چاہیئے ترغیب وغیرہ بہت کام کرتی ہے۔

پھر عیسائیوں میں معاشرہ کی سہولتیں ہیں جو مسلمانوں میں حاصل نہیں ہو سکتیں ان میں مرد عورت کے میل جول پر بہت کم رکاوٹیں ہیں اس کا یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ان میں بے راہ روی زیادہ ہے بلکہ آج کل کے تہذیبی رجحانات اسلامی معاشرہ کے خلاف ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صدیوں سے ہم مغربی تہذیب کے دلدادہ چلے آئے ہیں اور اپنے معاشرہ کی خوبیاں فراموش کر بیٹھے ہیں۔

سب سے موثر ذریعہ جو پادریوں کو حاصل ہے وہ روپیہ کی افراط ہے عیسائی ملکوں کے بڑے بڑے مخیر لوگ کئی کئی مشن محض ذاتی خیرات پر چلا رہے ہیں۔ بہت سے ٹرسٹ ہیں جو عیسائی ہسپتالوں سکولوں اور دیگر اداروں کے اخراجات مہیا کرتے ہیں اور آجکل اقتصادی دنیا میں روپیہ کی جو قدر ہے وہ ظاہر ہے۔

آخری بات جو ہم کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ کم از کم پادریوں کا ظاہرا طریق کار محبانہ اور ہمدردانہ ہوتا ہے وہ لوگوں سے نرمی سے بات کرتے ہیں اور نرمی سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں اس کا بھی بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ اکثر طبیعتیں یہ نرمی کا سلوک دیکھ کر متاثر ہوتی ہیں اور درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ پادریوں کی نرم خوئی ان کی تعلیم کے لئے ایک اچھی دلیل سمجھی جاتی ہے۔ اس کے برخلاف مسلمانوں کا تبلیغ کے متعلق عامیانہ تصور یہ ہے کہ

چار کتاباں آسمانوں آیاں اک آیا سی ڈنڈا
ڈنڈے باجھوں بے ایماناں دا مول نہ جاوے کنڈا

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ وقت میں تعلیم یافتہ مسلمانوں کا عیسائیت کو قبول کرنا اس وجہ سے بھی ہے کہ مسلمانوں کے بعض حلقوں نے اسلام کو ایک جبریہ دین کا رنگ دے دیا ہوا ہے۔ اور قتل مرتد اور جہاد بالسیف کی ایسی غیر اسلامی تشریحات کر ڈالی ہوئی ہیں کہ غیر تو غیر خود مسلمان بھی (نعوذ باللہ) اسلام سے خوفزدہ ہیں۔

ہمارے دینی رہنماؤں نے افسوس ہے کہ اسلام کو ایک ہوا بنا دیا ہوا ہے۔ اس کی سپرٹ معاصر کے مندرجہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے:۔

"علماء کی خدمت میں اس گذارش کے بعد حکومت پاکستان سے استدعا ہے کہ وہ بھی اپنے فرائض کو محسوس کرے۔ ایک ایسے ملک میں جس کی اساس و بنیاد اسلام کے اصولوں پر رکھی گئی ہو۔ اور جس کو ہم ایک ایسی تجربہ گاہ کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جس میں اسلامی نظام کو کامیاب بنایا جائے گا۔ اگر اس میں فتنہ ارتداد اس طرح تباہی مچائے کہ ایک سال میں آٹھ ہزار فرزندان توحید عیسائیت کی آغوش میں چلے جائیں تو اس ملک کی سالمیت کس طرح محفوظ رہ سکتی ہے اور اسے اسلام کے لئے تجربہ گاہ بنانے کا خواب کیسے شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے؟"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ایک نہایت پُر معارف تقریر

اسلام نے فطرت کے ہر تقاضا کا لحاظ رکھا ہے اور اسے نہایت مفید رنگ میں پورا کیا ہے

شکار کرنے کا جذبہ بھی انسانی فطرت میں شامل ہے اسلام نے اس جذبہ کو بھی نہایت اعلیٰ مقام تک پہنچا دیا ہے

اللہ تعالیٰ کو وہ دل پسند ہیں جو سچائی اور ہدایت کے تیر سے شکار کئے گئے ہوں

فرمودہ ۱۶ فروری ۱۹۴۵ء بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک غیر مطبوعہ تقریر ہے جو احباب کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ یہ تقریر حضور نے ۱۶ فروری ۱۹۴۵ء کو قادیان میں ایک دعوت چائے کے موقعہ پر جو مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبلغ سیرالیون کے اعزاز میں طلباء فضل عمر ہوسٹل کی طرف سے دی گئی تھی فرمائی تھی۔ یہ تقریر ابھی تک شائع نہیں ہو سکی تھی۔ اب شعبہ زود نویسی اسے اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اگر ہم غور سے کام لیں تو دنیا میں

بہت سے جذبات

جو بظاہر متخالف اور متضاد نظر آتے ہیں ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ مثلاً انسانی فطرت میں یہ جذبہ پایا جاتا ہے کہ وہ بعض چیزوں کو رد کر دیتی ہے۔ بعض کھانے ہمارے سامنے آتے ہیں اور ہم ان کو رد کر دیتے ہیں۔ بعض پینے کی چیزیں ہمارے سامنے آتی ہیں اور ہم ان کو رد کر دیتے ہیں۔ بعض لباس ہمارے سامنے آتے ہیں تو ہم ان کے پہننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ بعض بچے کہہ دیتے ہیں کہ ہم کدو نہیں کھاتے۔ اگر گھر میں کدو پکا ہوا ہو۔ تو اس کے کھانے سے انکار کر دیتے ہیں اور روٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ کوئی گوبھی نہیں کھاتا۔ کوئی گوشت نہیں کھاتا کوئی دال نہیں کھاتا۔ کوئی شوربا پسند نہیں کرتا۔ غرض بعض چیزوں کا رد کر دینا انسانی فطرت میں داخل ہے۔ اور ایسا کوئی نہیں ملتا جو کوئی نہ کوئی چیز رد نہ کرتا ہو۔ جس طرح یہ چیز کھانے پینے اور پہننے کے متعلق پائی جاتی ہے۔ اسی طرح

اخلاق کے متعلق

بھی یہ چیز پائی جاتی ہے۔ جس طرح کھانے پینے اور پہننے کی بعض چیزوں کو ہم رد کر دیتے ہیں۔ اسی طرح اخلاق میں بھی یہ جذبہ پایا جاتا ہے۔ جیسے ہم روزانہ استعمال کرتے ہیں کہ بعض باتوں کا ہم رد کر دیتے ہیں اور بعض کو رد نہیں کرتے۔

غرض فطرت وہی ہے دیکھنا صرف یہ ہے کہ آیا ہم نے اس کا صحیح استعمال کیا ہے یا نہیں۔ مثلاً فطرت انسانی میں

شکار کا جذبہ

پایا جاتا ہے۔ کوئی ملک ایسا نہیں جہاں کے لوگوں کے اندر یہ جذبہ نہ پایا جاتا ہو۔ جن لوگوں کو شکار کے بڑے بڑے مواقع نہ ملیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے شکار کر کے ہی اس جذبہ کو پورا کر لیتے ہیں۔ جیسے عورتوں کو جوئیں مارنے کا شوق ہوتا ہے۔ ایک دوسری کو کہتی ہیں کہ لاؤ میں تمہاری جوئیں مار دوں۔ مرغابیاں نہیں مار سکتیں تو بیٹھے بیٹھے جوئیں یا کھٹمل مار کر ہی اس جذبہ کو پورا کر لیتی ہیں۔ چھوٹے بچوں میں بھی یہ شوق پایا جاتا ہے کہ لاؤ میں تمہاری جوئیں نکال دوں۔ اور پھر بچھوٹے ناخن مارتے ہیں۔ اور اگر اتفاقاً کوئی جوں مل جائے تو پھر دوسروں کو دکھاتے پھرتے ہیں کہ دیکھو میں نے جوں ماری۔ جس طرح ایک شکاری اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ میں نے دو مرغابیاں ماریں۔ اسی طرح

ایک بچہ

اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ میں نے دو جوئیں ماریں۔ یہاں قادیان میں ابھی ہائی سکول نہیں بنا تھا لوئر مڈل یا پرائمری سکول تھا اس میں میں داخل تھا۔ یہ سکول اس گلی پر واقعہ تھا۔ جو بازار سے ریتی چھلہ کی طرف جاتی ہے اور جس کے مغربی جانب پوسٹ آفس ہے۔ اب تو وہ سکول بند ہو گیا ہے۔ اس کے صحن میں بڑ کا ایک درخت ہوا کرتا تھا پتہ نہیں اب ہے یا نہیں۔ ایک آریہ ماسٹر اس بڑ کے نیچے ہمیں پڑھایا کرتا تھا۔ وہ گوشت کے سخت خلاف تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ گوشت کھانا بڑا پاپ ہے اس کی اسی قسم کی باتوں کی وجہ سے مسلمان لڑکے بھی گوشت کو برا سمجھنے لگ گئے تھے

مجھے یاد ہے

ایک دفعہ سکول میں میرا کھانا گیا تو ایک مسلمان لڑکا جو بعد میں احمدی ہو گیا تھا وہ میرا کھانا دیکھ کر دانتوں میں انگلی دبا کر کہنے لگا۔ آپ ماس کھاتے ہیں ماس؟ میں نے حیران ہو کر پوچھا کہ ماس کیا ہوتا ہے؟ یہ ماس تو نہیں۔ یہ تو کلیجی ہے۔ گویا اس آریہ ماسٹر کی باتوں کا اتنا اثر تھا کہ مسلمان لڑکے بھی گوشت کو برا سمجھتے تھے۔ میری آنکھوں کے سامنے

اب تک وہ نظارہ ہے

کہ اس آریہ ماسٹر نے سر منڈایا ہوا ہوتا تھا۔ صرف درمیان میں کلغی کی طرح چند بال تھے جسے پنجاب میں بودی کہتے ہیں۔ اور سر میں ہمیشہ تیل لگائے رکھتا تھا۔ اس نے لڑکوں کو پڑھاتے جانا۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد جب اسے محسوس ہوتا تھا کہ مکھی آ کر اس کے سر پر بیٹھنے لگی ہے۔ تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ سر کے اوپر لے جا کر اس طرح مارنے جس طرح تالی بجاتے ہیں۔ اس طرح اسے مکھیاں مارنے کا اتنا شوق تھا کہ دن میں پندرہ بیس مکھیاں مار کر بہت خوش ہوتا۔ مرغابی مارنے یا تیتر مارنے یا بٹیر مارنے کو وہ برا سمجھتا تھا۔ لیکن مکھیاں مارنے کا اسے بھی شوق تھا۔ اسی طرح

گائے کی قربانی

کے خلاف تو ہندو بہت شور مچاتے ہیں لیکن آدمی کی جان جو گائے سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔ اور اس کا مارنا گائے کے مارنے سے بہت زیادہ خطرناک ہے۔ اسے ضائع کر دینا کوئی برا نہیں سمجھتے۔

پس شکار کرنا بھی

انسان کی فطرت میں

داخل ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں مسلمانوں کو فرماتا ہے

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر

کہ تم بجائے مرغابیوں تیتروں اور بٹیروں کا شکار کرنے کے آدمیوں کا شکار کیا کرو۔ اور آدمیوں کے قلوب فتح کیا کرو۔ جس طرح تم مرغابیوں کا شکار کر کے خوش ہوتے ہو۔ جس طرح تم بٹیروں کا شکار کر کے خوش ہوتے ہو۔ جس طرح تم

تیتروں کا شکار

کر کے خوش ہوتے ہو۔ اسی طرح تم انسانوں کے قلوب فتح کر کے انہیں خدا کے سامنے لایا کرو۔ کہ اللہ میاں ہم آپ کے لئے انسانوں کا شکار کر کے لائے ہیں۔ مرغابیوں کا شکار یا بٹیروں کا شکار یا تیتروں کا شکار تمہارے ماں باپ کو پسند ہوتا ہے۔ اور انسانوں کا شکار خدا تعالیٰ کو پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مرغابیاں پسند نہیں بلکہ

اللہ تعالیٰ کو وہ دل پسند ہیں

جو ہدایت کے تیر سے شکار کئے گئے ہوں۔ پس یہ لوگ جو تبلیغ اسلام کے لئے باہر سے واپس آتے ہیں۔ یہ بھی شکاری ہیں۔

جس طرح مرغابیوں کے شکاری شکار سے واپس آتے ہیں تو محلہ والے اور دوست ان سے پوچھتے ہیں کیا مارا؟ اسی طرح جب کوئی مبلغ واپس آتا ہے تو ہم بھی پوچھتے ہیں کہ کیا مارا؟ اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کتنے آدمیوں کو تمہارے ذریعہ ہدایت نصیب ہوئی۔ چیز وہی ہے جو فطرت انسانی میں داخل ہے۔ اسلام نے صرف یہ کیا ہے کہ اس فطرتی تقاضا کو بلند مقام پر پہنچا دیا ہے۔ اسلام فطرت کو کچلتا نہیں۔ بلکہ

اسلام کہتا ہے

کہ اس فطرتی تقاضا کو تم پورا کرو مگر اس رنگ میں کرو جو اعلیٰ ہے۔ جیسے وہ ماسٹر جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے مکھیاں مارا کرتا تھا۔ حالانکہ شریف آدمی اگر تم نے جیو ہتیا کرنی ہے۔ تو جاؤ شیر مارا کرو۔ جب شکاری کرنا ہے تو پھر اچھی چیز کا شکار کیوں نہ کیا جائے۔ اسی طرح ایک مبلغ مرغابیاں یا تیتر یا بٹیر مارنے والے شخص کو یہ کہنے کا حق رکھتا ہے۔ کہ میاں جاؤ اور مرغابیوں اور تیتروں کا شکار کرنے کی بجائے فلاں ملک میں جاکر انسانوں کا شکار کر کے دل خوش کرو۔ اور اچھے شکاری بنو۔ جس طرح تم مرغابیوں کا شکار کر کے خوش ہوتے ہو اس سے ہزاروں گنا زیادہ تمہیں اس سے خوشی ہوگی جب تمہاری تبلیغ سے ایک بھولا بھٹکا انسان لا الٰہ الا اللہ پڑھیگا اور خدا کے دین میں داخل ہوگا۔ اور نئی زندگی پائے گا

پس ہمارے مبلغ بھی شکاری ہیں فرق صرف یہ ہے کہ شکار کی روح جو ہر انسان میں پائی جاتی ہے۔ اسلام نے اس کو اعلیٰ رنگ میں پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ بجائے چھوٹی چھوٹی چیزوں کا شکار کرنے کے تم انسانوں کا شکار کیا کرو جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جیو ہتیا نہیں کرنی چاہیئے۔ شکار کا جذبہ ان کے اندر بھی پایا جاتا ہے اور وہ مکھیاں مار کر یا جوئیں مار کر اس جذبہ کو پورا کر لیتے ہیں۔ اور جو مرغابیوں یا تیتروں یا بٹیروں کا شکار کرتے ہیں وہ اس جذبہ کو ان سے اچھے طریق پر پورا کر لیتے ہیں۔ مگر اسلام نے اس روح کو اس سے بھی زیادہ بلند کر دیا کہ تم انسانوں کا شکار کیا کرو۔ کوئی زمانہ ایسا تھا کہ لوگ کیکر کے پھول یا سرکنڈوں میں سے گودا نکال کر اس کو چوس لیا کرتے تھے اور اس طرح میٹھے کی خواہش کو پورا کر لیتے تھے۔ پھر اس سے ترقی کی اور سرکنڈے سے گنا پیدا کر لیا۔ پھر اس سے ترقی کی اور پونڈا پیدا کر لیا اسی طرح یہ کہنے والے کہ جیو ہتیا کرنا پاپ ہے شکار کے جذبہ کو پورا تو کرتے تھے مگر مکھیاں اور جوئیں مار کر۔ مرغابیاں یا تیتر مارنے والے اس جذبہ کو ان سے احسن رنگ میں پورا کر لیتے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آکر اس جذبہ کو بہت بلند کر دیا اور بجائے مکھیاں یا تیتر یا بٹیر مارنے کے انسانوں کا شکار کرنا سکھایا۔ مگر لوہے کے تیروں کے ساتھ نہیں بلکہ

روحانیت کے تیروں کے ساتھ

مکھیاں اور جوئیں مارنے والے ان کو خود بھی نہیں کھاتے۔ تیتروں اور بٹیروں کا شکار کرنے والے اس شکار کو خود تو کھاتے ہیں مگر خدا انہیں کھاتا۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شکار کرنا سکھایا ہے وہ ایسا شکار ہے کہ اسے خدا تعالےٰ بھی کھاتا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے لن ینال اللّٰہ لحومھا ولا دماءُھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم کہ دم اور لحم خدا کو نہیں پہنچتا بلکہ اس کو وہ تقویٰ پہنچتا ہے جس کے ساتھ تم قربانی کرتے ہو۔ تو جس طرح سرکنڈے سے گنا اور گنے سے پونڈا بنا اسی طرح کچھ آدمی تو جوئیں اور مکھیاں مار کر اس جذبہ کو پورا کر لیتے تھے اور کچھ تیتروں۔ بٹیروں اور مرغابیوں کا شکار کرنے والے تھے۔ مگر اسلام نے شکار کے جذبہ کو ادنےٰ حالت سے بلند کر کے

اعلیٰ مقام تک پہنچا دیا

اور ہمارے مبلغین کو خدا تعالےٰ نے توفیق دے دی کہ وہ آدمیوں کا شکار کریں۔ مال خرچ کرنے کو ہی لے لیا جائے تو کوئی اپنا مال عیش اور تفریح کے لئے خرچ کرتا ہے مثلاً سینما، تھیٹر وغیرہ دیکھنے پر۔ کوئی اپنا مال اپنے بیوی بچوں کے کھانے پینے اور تعلیم دلانے پر خرچ کرتا ہے۔ اسلام نے حکم دیا کہ تم اپنا مال دین کے لئے خرچ کیا کرو۔ غرض مال خرچ کرنے کی روح جو پہلے سے انسان کے اندر موجود تھی اسلام نے اسکو مٹایا نہیں بلکہ اس کو رذائل سے اعلےٰ کی طرف بدل دیا۔ اگر کوئی شخص آج دین کے لئے اپنا روپیہ خرچ کرتا ہے تو کیا وہ اس سے پہلے دوسرے کاموں پر اپنا روپیہ خرچ نہیں کرتا تھا؟ ضرور کرتا تھا۔

فرق صرف یہ ہے

کہ اب وہ دین کے لئے خرچ کرتا ہے اور اس سے پہلے وہ فضول کاموں پر خرچ کرتا تھا ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ دین کے لئے روپیہ خرچ نہیں کرتے ان لوگوں کا روپیہ کسی دن کنچنی کے ناچ پر خرچ ہو رہا ہوتا ہے کسی دن سینما اور سرکس دیکھنے پر خرچ ہو رہا ہوتا ہے کسی دن شہرت کی خاطر دعوتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو ہم لوگ جو دین کی خاطر اپنا روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ ہم ان لوگوں سے زیادہ خرچ نہیں کرتے جتنا کہ وہ لوگ سینما سرکس اور اس قسم کے دوسرے فضول کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔ پس صرف روپیہ خرچ کرنے کی رو بدل دی گئی ہے وہ لوگ سینما اور سرکس کے لئے روپیہ خرچ کرتے ہیں اور احمدی خدا کی رضا کے لئے اور اسکے دین کی خدمت کے لئے روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ روپیہ خرچ کرنے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ اسی طرح شکار کے لحاظ سے بھی اسلام نے اس جذبہ کو ادنےٰ سے اعلےٰ کی طرف بدل دیا ہے۔ کہ بجائے تیتروں اور بٹیروں اور مرغابیوں کا شکار کرنے کے تم انسانوں کا شکار کیا کرو۔ جس سے خدا بھی خوش ہوتا ہے۔ پس

اسلام انسان کی فطرت کو کچلنا نہیں چاہتا

بلکہ فطرتی جذبہ کو بلند کرنا چاہتا ہے۔ یہاں قادیان میں کئی آدمی ہیں جن کا کام یہ ہے کہ جس دن چھٹی ہوتی ہے کنڈی لے کر دریا پر مچھلیاں پکڑنے چلے جاتے ہیں۔ بعض جن کے اندر اخلاص ہوتا ہے وہ جمعہ کی نماز سے پہلے واپس آجاتے ہیں اور بعض جمعہ بھی وہیں گذار دیتے ہیں۔ حالانکہ مچھلی کیا ہے اگر نہ بھی کھائی جائے تو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن جو شخص بجائے مچھلی کا شکار کرنے کے انسان کا شکار کرتا ہے اور ایک بھولے بھٹکے انسان کو خدا کے دین میں لاکر داخل کرتا ہے وہ کتنا شاندار کام کرتا ہے۔ اگر مسلمان اس کام کی اہمیت کو سمجھتے اور خرگوشوں اور ریلوں اور گیدڑوں کا شکار کرنے میں اپنا وقت ضائع کرنے کی بجائے وہ تبلیغ کرتے تو ہندوستان میں لاکھوں مسلمان شکاری ہیں اگر یہی تعداد تبلیغ میں لگ جاتی تو آج ہندوستان میں ہندو مسلمان کا جھگڑا ہی مٹ جاتا اگر اتنے لوگ سال میں دو دو چار چار ہندوؤں کو مسلمان بنانے تو سالانہ آٹھ دس لاکھ ہندو۔ مسلمان ہو جاتے اور آج کوئی ہندو دیکھنے کو نہ ملتا مگر یہ لوگ بیٹھے مکھیاں مارتے رہے اور کبوتروں اور بٹیروں کا شکار کرتے رہے۔ اور

دین کی تبلیغ سے غافل

ہوگئے۔ یہ جو تیتروں اور بٹیروں اور کبوتروں کا شکار کرنے والے ہیں۔ ان کے شکار سے بھلا قوم کو کیا نفع پہنچ رہا ہے۔ اگر شکار کے جذبہ کی رو کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اس طرف پھیر دیا جاتا کہ بجائے تیتروں اور بٹیروں کا شکار کرنے کے انسانوں کا شکار کیا جاتے تو ہندوستان میں ہندو مسلمان کا جھگڑا ہی پیدا نہ ہوتا ہندوؤں کے ایک لیڈر جو وائسرے کی کونسل کے ممبر بھی تھے ایک دفعہ مجھے ان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ باتوں باتوں میں وہ کہنے لگے میں مسلمان بادشاہوں کا سخت مخالف ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ اسی قابل ہیں کہ ان سے دشمنی رکھی جائے مگر میری دشمنی اور دوسرے ہندوؤں کی دشمنی میں فرق ہے۔ دوسرے ہندوؤں کی ان سے دشمنی کی وجہ تو یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مسلمان بادشاہ ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بناتے تھے۔ لیکن میری دشمنی کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ہندوؤں کو زبردستی مسلمان کیوں نہ بنا لیا۔ اگر وہ اس وقت سارے ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنا لیتے تو آج ہمیں محسوس بھی نہ ہوتا کہ ہمارے باپ دادوں کو زبردستی مسلمان بنایا گیا تھا۔ ہم بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح مسلمان ہوتے اور یہ سارا فساد اور ہندو مسلمان کا تمام جھگڑا مٹ جاتا۔ پس میری اور دوسرے ہندوؤں کی مسلمان بادشاہوں سے دشمنی میں یہ فرق ہے کہ وہ کہتے ہیں مسلمان بادشاہ ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بناتے تھے اور میں کہتا ہوں کہ انہوں نے تمام ہندوؤں کو زبردستی مسلمان کیوں نہ بنایا۔

حقیقت یہ ہے

کہ زبردستی اور جبر تو اسلام میں جائز نہیں لیکن اگر مسلمانوں کے اندر خدمت دین کا جذبہ ہوتا اور وہ

اسلامی طریق کے مطابق

تبلیغ کرتے تو آج سارا

آج سارا ہندوستان مسلمان ہوتا۔ اب پھر خدا تعالیٰ نے ہماری جماعت کو موقعہ دیا ہے اگر احمدی صحیح رنگ میں تبلیغ کریں تو وہ دن دور نہیں جب پھر ہمارے ذریعہ سے خدا تعالیٰ اسلام کو غلبہ دے گا۔ لوگوں کے قلوب میں تغیر پیدا ہو رہا ہے۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے مولوی جلال الدین صاحب شمس کا خط آیا ہے کہ لنڈن کا ایک لارڈ جو پریوی کونسل کا جج تھا اور اب ریٹائر ہو چکا ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کا واقف ہے میں اسے ملنے گیا تو وہ کہنے لگا "مجھے اپنی گزشتہ زندگی پر افسوس آ رہا ہے اور مجھے وہ زندگی اب ہیچ نظر آتی ہے۔ جس وقت میں جوان تھا۔ اس وقت میرے

دل میں یہ امنگیں تھیں

کہ میں کامیاب وکیل ہوں۔ جب میں وکیل بنا اور میری وکالت کامیاب ہو گئی تو پھر میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ مجھے کوئی بڑا عہدہ مل جائے۔ چنانچہ مجھے عہدہ بھی مل گیا اور میں پریوی کونسل کا جج بنا۔ پھر میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ مجھے کوئی خطاب مل جائے۔ آخر میری یہ خواہش بھی پوری ہو گئی اور مجھے لارڈ کا خطاب ملا۔ لیکن اب جبکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں یہ تمام چیزیں جو اس زمانہ میں میرے مقاصد عالیہ میں شامل تھیں مجھے ذلیل اور حقیر نظر آتی ہیں اور میں حیران ہوں کہ میں نے اپنی زندگی کو کیوں برباد کر دیا اور میں سوچتا ہوں کہ اب میں مرنے والا ہوں۔ اگر مرنے کے بعد بھی اسی قسم کی زندگی ملے گی جیسا کہ عیسائیت نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ اگلی زندگی میں انسان کو پورے کا پورا اسی شکل میں اٹھایا جائے گا تو میری فطرت اسکو ماننے سے انکار کرتی ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ اسلام یہ نہیں کہتا کہ مرنے کے بعد اسی شکل میں انسان کو اٹھایا جائے گا بلکہ اسلام

مرنے کے بعد روحانی زندگی

کا قائل ہے۔ وہ کہنے لگا یہ تعلیم بے شک ایسی ہے کہ اس سے دل کو تسلی ہوتی ہے۔ چنانچہ ملنے کے بعد جب میں واپس آیا تو تھوڑے دنوں کے بعد اس کا خط ملا کہ مجھے اسلام کی اور تعلیم بتائیں۔ معلوم نہیں اس کی نیت مسلمان ہونے کی ہے یا نہیں مگر اس کی طبیعت پر اس بات کا اثر ضرور ہے کہ اسلام کی تعلیم ہی فطرت کے مطابق اور انسان کی تسلی کا موجب ہے۔ درحقیقت انسان جوانی میں نیچے سے اوپر کی طرف دیکھتا ہے اور اسے اوپر کی چیزیں اچھی نظر آتی ہیں۔ لیکن بڑھاپے میں اوپر سے نیچے کی طرف دیکھتا ہے اس لئے وہی چیزیں جو جوانی میں اسے شاندار نظر آتی تھیں بڑھاپے میں ا[illegible] حقیر نظر آتی ہیں۔ پھر جوانی میں انسان موت کو اتنا بعید سمجھتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد کی زندگی کے لئے کوئی تیاری نہیں کرتا اور اسی زندگی کو اچھا سمجھتا ہے لیکن بڑھاپے میں جب انسان موت کو قریب دیکھتا ہے تو پھر اسے دنیا کی زندگی ذلیل اور حقیر نظر آتی ہے۔ بہرحال ہر ایک انسان دو باتوں میں سے ایک کا ضرور قائل ہوتا ہے۔ اگر وہ اس بات کا قائل ہے کہ

مرنے کے بعد کوئی نئی زندگی ہے

تو پھر بھی مرنے کے وقت وہ خوش نہیں ہوتا بلکہ اس کے دل میں افسوس پیدا ہوتا ہے کہ موت کے بعد کی زندگی کے لئے میں نے کوئی تیاری نہیں کی۔ اور میں نے اپنی ساری زندگی دنیا کے کاموں میں ضائع کر دی۔ اور اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی نہیں پھر بھی موت کے وقت اس کے دل میں حسرت پیدا ہوتی ہے کہ دنیا کی یہ زندگی میرے کس کام آئے گی۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ مرنے کے بعد کافر حسرت کے ساتھ کہے گا کہ کاش مجھے پھر دنیا میں جانے کا موقعہ دیا جائے۔ تاکہ میں اچھے عمل کروں۔ خدا تعالیٰ اسے فرمائے گا کہ میں نے تمہیں موقعہ دیا تھا مگر تم نے اس کو ضائع کر دیا۔ اب اور کوئی موقعہ نہیں دیا جائے گا۔ پس

اسلام انسان کے اندرونی جذبات کو کچلتا نہیں

بلکہ جس طرح دریا میں سے نہریں نکال کر اس سے کھیتوں کو سیراب کیا جاتا ہے اس سے بجلیاں پیدا کی جاتی ہیں اور اسی طرح دوسرے فوائد حاصل کئے جاتے ہیں اسی طرح اسلام فطرت کے پانی کو صحیح نالی میں سے گذارتا اور فطرت کا صحیح استعمال سکھاتا ہے تاکہ انسان کی زندگی برباد نہ ہو اور موت کے وقت اسے یہ گھبراہٹ نہ ہو کہ میں نے اپنی زندگی ضائع کر دی۔

درخواستِ دعا

میری ہمشیرہ صاحبہ اہلیہ عطاء المنان صاحب قریشی آف کراچی بیمار ہیں۔ دوستوں اور بزرگان سے درخواست دعا کرتا ہوں

سید شاہ میر احمد اشرف "کارکن لنگرخانہ"
ابن سید علی احمد صاحب مرحوم

دوست چندہ امداد درویشان کو یاد رکھیں!

یہ ایک بڑی اہم جماعتی ذمہ داری ہے

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

کچھ عرصہ سے چندہ امداد درویشان میں کافی کمی آگئی ہے۔ جس سے مجھے اس قرآنی نکتہ کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ کہ خواہ کوئی کام کیسا ہی مبارک۔ اور اہم ہو۔ اس کے لئے بار بار تذکیر یعنی یاد دہانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ احباب جماعت میں غفلت پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

سو میں اس نوٹ کے ذریعہ تمام مخلص بھائیوں اور بہنوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ امداد درویشان کا چندہ ایک اہم جماعتی ذمہ داری ہے جس کی طرف سے مخلصین جماعت کو کبھی غافل نہیں ہونا چاہئیے۔ جو درویش (اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کے مطابق حقیقۃً درویش ہی ہیں) اس وقت قادیان کے مقدس مقامات کو آباد رکھنے کے لئے دھونی رمائے بیٹھے ہیں اور ہندوستان میں تبلیغ و تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ وہ دراصل اس کام میں ساری جماعت کے نمائندہ ہیں اور ان کی خدمت ایک بھاری جماعتی خدمت ہے۔ جو یقیناً خدا کے حضور بھارے ثواب کا موجب ہے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر بڑی تنگی کی حالت میں زندگی گذار رہے ہیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اپنی طاقت اور خدائی توفیق کے مطابق ان کی امداد کریں۔ یہ امداد موجودہ حالات میں زیادہ تر دو طرح سے کی جا سکتی ہے۔

(۱) اوّل جن درویشوں کے عزیز و اقارب پاکستان میں ہیں اور وہ اپنے عزیز درویشوں کی امداد سے محروم ہیں۔ اُن کی امداد کا انتظام کرنا ہمارا اوّلین فرض ہے۔ جس میں بوڑھے والدین کی امداد یا بیوہ بہنوں کی امداد یا قریبی عزیزوں کی شادی کے موقعہ پر امداد یا پاکستان میں تعلیم پانیوالے بچوں کی امداد وغیرہ شامل ہیں۔

(۲) جو درویش وقتاً فوقتاً پاکستان آتے رہتے ہیں اور یہاں آ کر ان میں سے اکثر قریباً قلاش ہوتے ہیں۔ اُن کی پاکستان میں ضروری امداد کا انتظام کرنا تاکہ وہ ربوہ کی زیارت سے مشرف ہو سکیں۔ اور تازہ مذہبی لٹریچر خرید سکیں۔ اور اپنے ویزا کے مطابق اپنے عزیزوں سے بھی ملاقات کر سکیں۔ جن میں سے بعض دور دراز کے شہروں میں آباد ہیں اور ان کے پاس پہنچنا کافی اخراجات کا متقاضی ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ گذشتہ جلسہ کے موقعہ پر جو یکصد درویش ربوہ آئے تھے ان پر دفتر ہذا کا تین ہزار روپیہ خرچ ہوا تھا۔ اس سے خرچ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

پس میں جماعت کے مخلص اور مخیّر اصحاب سے پھر ایک دفعہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس اہم ذمہ داری کی طرف توجہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ حدیث میں آتا ہے کہ "مَنْ كَانَ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ عَوْنِهٖ" یعنی جو شخص اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں لگ جاتا ہے" اور یہاں تو کسی عام بھائی کی امداد کا سوال نہیں۔ بلکہ خاص حالات میں اپنے ان مخلص درویش بھائیوں کی امداد کا سوال ہے جو ساری جماعت کی نمائندگی کرتے ہوئے قادیان کے مقدس مقامات کو آباد رکھنے کے لئے دارالامان میں دھونی رمائے بیٹھے ہیں۔

(مرزا بشیر احمد) ۶۱/۱/۲۳

شکریہ احباب و درخواست دعا

محض اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کے فضل و کرم اور عزیزوں و بزرگوں کی دلی دعاؤں سے میں ایک لمبی علالت کے بعد شفایاب ہو کر اپنے فرائض منصبی پر دفتر حاضر ہو گیا ہوں۔

احباب کرام دعا فرما کر ممنون فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے سلسلہ عالیہ کی خدمات کا صحیح طور پر موقعہ بخشے جو میرے لئے بہتری و برکت کا موجب ہو۔

میری بیماری کے دوران میں جن احباب نے دعائیں فرمائیں ان کا تہ دل سے بہت شکر گذار ہوں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

(رشید احمد ارشد عفی عنہ معاون ناظر امور عامہ)

اعلان برائے تعلیم القرآن کلاس

حسب سابق اس سال بھی انشاء اللہ تعالیٰ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے شعبہ تعلیم کے ماتحت رمضان کے مہینہ میں تعلیم القرآن کلاس لگائی جائے گی۔ جس کا کورس مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) قرآن کریم کے ابتدائی دو سیپارے مع ترجمہ اور معمولی تفسیر
(۲) حدیث نبراس المومنین۔
(۳) کلام کی کتاب۔ دعوۃ الامیر
(۴) سیرت و تاریخ:۔ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام و سید الانبیاء۔
(۵) عربی کی کتاب حصہ اوّل
(۶) فقہ احمدیہ حصہ اوّل:۔ نوٹ۔ کتابیں۔ کاپیاں۔ قلم دوات ساتھ لائیں۔

قیام و طعام کا انتظام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے ذمہ ہوگا۔ تمام لجنات جلد از جلد مطلع فرمائیں کہ وہ کتنی کتنی تعداد میں ممبرات بھجوائیں گی۔ مڈل کی طالبات آسانی سے اس کلاس میں شامل ہو سکتی ہیں۔

(سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

وقف جدید۔ سال چہارم

احباب کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ وقف جدید کے جملہ وعدہ جات بنام "ناظم مال وقف جدید ربوہ" ارسال فرمائیں۔ بعض دوست دفتر تحریک جدید کو اپنے وعدے بھجوا دیتے ہیں۔ اس طرح دفتری کام میں الجھن پیدا ہو جاتی ہے اور بعض وعدے درج کرنے سے رہ جاتے ہیں۔ احباب آئندہ احتیاط کریں۔ (ناظم مال وقف جدید ربوہ)

تعلیم الاسلام ہائی سکول یونین کا اجلاس

تعلیم الاسلام ہائی سکول یونین کا تیسرا اجلاس مؤرخہ ۲۶ جنوری ۱۹۶۱ء بروز جمعرات۔ زیر صدارت نعیم الرحمٰن صاحب (دہم) نائب صدر یونین منعقد ہوا۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ جماعت دہم کے ایک طالبعلم نصیر احمد شاہ نے کی۔ بعد ازاں حبیب اللہ صادق (دہم) نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی

بعدہٗ مکرم چوہدری غلام رسول صاحب صدر یونین نے طلبہ سے ایک مختصر سا خطاب فرمایا۔ آپ کے بعد لئیق نصرت الٰہی (دہم) نے جنگ بدر کا ایک واقعہ دلچسپ پیرائے میں بیان کیا بعد ازاں تقاریر ہوئیں۔ کریم احمد (نہم)، سعید احمد (نہم) اور محمود علی شاہ (دہم) نے یکے بعد دیگرے "قیام امن کے لئے جنگ ضروری ہے" کے موضوع پر تقریریں کیں۔ پہلی دو تقاریر کے بعد سعید اللہ خاں (دہم) نے درثمین کی نظم "نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا" پڑھ کر سنائی۔ لئیق سلطان (دہم) نے مختلف موجدوں کی ایجادات اور مشینیں سنا کر طلبہ کی معلومات میں اضافہ کیا۔

آخر میں نسیم احمد سیفی نے ایک نظم سنائی اور یہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(محمد کریم قمر سیکرٹری تعلیم الاسلام ہائی سکول یونین۔ ربوہ)

درخواستہائے دعا

(۱) خاکسار کی اہلیہ ایک ہفتہ سے شدید بیمار ہے۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (شیخ محمد علی انبالوی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چیچہ وطنی کا منڈی ضلع شیخوپورہ)

(۲) میری بیگم عرصہ چار سال سے بیمار ہے۔ اس کے پیٹ میں رسولی ہے۔ درویشان قادیان اور احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ اللہ کریم اپنے فضل سے صحت کاملہ عطا فرمائے آمین۔ (محمد شبیر خان احمدی دکاندار مسجد احمدیہ بلاک ۱۹ سرگودھا)

(۳) خاکسار کا بچہ رشید احمد انور بعمر دس سال ایک لمبے عرصہ سے سخت اعصابی مرض میں مبتلا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین (ماسٹر محمد عمر انور سرگودھا)

حصہ آمد کے بقایا دار اور سیکرٹری صاحبان مال توجہ فرمائیں

(۱) جن اصحاب نے حصہ آمد کی وصیت کی ہوئی ہے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی وصیت کی روح اور اس کی غرض و غایت اور مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی وصیت کا ماہوار چندہ باقاعدگی سے ادا کرتے رہیں۔ اور اس میں ناغہ نہ ہونے دیں۔ مجبوریاں اور معذوریاں تو ہر انسان کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔ اور انسان کا نفس ایسا حیلہ جو اور بہانہ ساز ہے کہ اُسے جہاں بھی ذرا سی الجھن اور مشکل نظر آئی ہے۔ وہ اسے اپنے لئے وجہ جواز قرار دیکر اس کا نام مجبوری اور معذوری رکھ دیتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ وصیت کے معاملہ میں اس نے کیا عہد کیا تھا۔ جسے اب وہ اپنی دوسری ضروریات پر مؤخر کر رہا ہے۔ پس ہر ایک موصی کا فرض ہے کہ وہ اپنی دوسری ضروریات پر اس عہد کو مقدم کرے جو اس نے وصیت کرتے وقت کیا تھا۔

(۲) حصہ آمد کے وہ موصی احباب جو چھ ماہ سے زائد عرصہ کے بقایا دار ہیں ان کے لئے تو یہ بات بہت ہی نامناسب اور نازیبا ہے کہ وہ اپنے بقایوں کو جلد از جلد صاف نہ کریں۔ کیا یہ قاعدہ ان کو فکر میں ڈالنے کے لئے کافی نہیں ہے کہ چھ ماہ سے زیادہ چندہ وصیت ادا نہ ہونے کی صورت میں وصیت قابل منسوخی ہو جاتی ہے

(۳) وہ احباب جنہوں نے اپنا بقایا ادا کرنے کے لئے اقساط کی صورت میں مہلت لے رکھی ہے۔ ان کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنی پیش کردہ اور مجلس کارپرداز کی منظور کردہ صورت سے فائدہ اٹھائیں۔ اور یہ فائدہ اسی صورت میں اٹھا سکتے ہیں کہ بقایا کے حساب میں بھی منظور شدہ قسط باقاعدہ ادا کرتے رہیں اور اس کے ساتھ ماہوار حصہ آمد بھی۔ اگر وہ صرف بقایا ادا کریں گے اور ماہوار حصہ آمد کی ادائیگی میں باقاعدگی اختیار نہیں کریں گے۔ تو یہ طریق ان کو ہرگز کوئی فائدہ نہیں دے سکتا کہ پچھلا حساب تو بیباق کرتے رہیں اور آئندہ بقایا دار بنتے جائیں۔

(۴) سیکرٹری صاحبان مال کا فرض ہے کہ پیرا ۳ میں جن بقایا داروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔ رقم بقایا اور اس کی ادائیگی کے لئے منظور شدہ قسط کی اطلاع موصی کے علاوہ مقامی سیکرٹری مال کو بھی دیدی جاتی ہے اور اس کی غرض یہی ہوتی ہے کہ وہ اس فیصلہ کے مطابق قسط بقایا اور ماہوار حصہ آمد ان سے باقاعدہ وصول کرتے رہیں۔

(۵) اگر کوئی صاحب یہ رعایت لے کر پھر بھی اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور ان کا عمل ان کی درخواست کے خلاف ہے تو وہ اس رعایت کے ہرگز مستحق نہیں اور مقامی سیکرٹری صاحب مال کا فرض ہے کہ اصلاح کے لئے مقامی امیر یا صدر صاحب کی خدمت میں معاملہ پیش کریں اور اصلاح کی صورت نہ پیدا ہونے پر سیکرٹری مجلس کارپرداز کو رپورٹ کریں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

زعما صاحبان انصار اللہ کا تربیتی اجلاس

میاں محمد سعید صاحب ناظم انصار اللہ ضلع ملتان مورخہ ۲۷/۱ بروز جمعہ علی پور تحصیل کبیر والہ تشریف لائے۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے بتلایا کہ احمدیت ہم سے کیا چاہتی ہے۔ جمعہ کی نماز کے بعد تحصیل کبیر والہ کے زعماء صاحبان انصار اللہ کا تربیتی اجلاس ہوا۔ یہ تربیتی اجلاس تحصیل کبیر والہ کی مجالس ہائے انصار اللہ کا تھا اور اس کی غرض یہ تھی کہ انصار اللہ میں تربیتی لحاظ سے بیداری پیدا کی جائے۔ اجلاس میں تحصیل کبیر والہ کی مجالس انصار اللہ کے زعماء صاحبان اور نمائندگان شامل ہوئے۔ پریذیڈنٹ صاحبان بھی آئے ہوئے تھے۔ مختلف اہم تجاویز پیش ہو کر اتفاق رائے سے پاس ہوئیں اور مکرم ناظم صاحب نے احباب کو خطاب کرتے ہوئے بہت سے مفید مشورے دئے۔ اور قیمتی نصائح فرمائیں۔ اجلاس دعا پر ختم ہوا

(خاکسار ڈاکٹر محمد خان زعیم انصار اللہ علی پور تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینیجر سے خط و کتابت کیا کریں

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جاری ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ کو ضروری تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائیں (سیکرٹری مجلس کارپرداز)

نمبر ۱۱۱۳۶: میں محمد اقبال ولد ڈاکٹر حسن علی قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان (پنجاب) بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

محلہ دارالانوار قادیان دارالامان میں بشرکت برادران خورد ۲۴ مرلہ زمین خرید کی تھی جس کی مالیت اس وقت ۲۲۰۰/- روپیہ تھی۔ اس میں سے ۱۲ مرلہ زمین خاکسار کے حصہ میں آئی ہے جس کی موجودہ قیمت اندازاً ۲۶۰۰/- روپیہ ہے اس زمین کے عوض اب میرا کلیم مبلغ ۲۳۰۰/- روپیہ کا منظور ہوا ہے جس میں گورنمنٹ کی طرف سے مجھے ۲۹۶۰/- روپے ملینگے مگر میرا گزارہ اس وقت میری ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ ۱۶۰/- روپیہ ہے میں اپنی مذکورہ بالا جائیداد و آمد جو بھی ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد میں اور جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے وقت میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ربوہ ہوگی۔

العبد:۔ محمد اقبال ہاشمی لائن آفیسر پولیس لائن سیالکوٹ
گواہ شد:۔ قاضی عبدالرحمٰن سکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ۔ گواہ شد:۔ محمد سعید احمد ولد محمد رفیق ۲۷/E نشتر آباد پشاور۔

نمبر ۱۵۷۵۶: میں اللہ بخش ولد فضل دین قوم سوہل پیشہ دکانداری عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۹ء ساکن ربوہ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرا ایک مکان پختہ واقعہ محلہ دارالنصر ربوہ میں ہے۔ جو ۶ مرلہ زمین میں تین کمروں پر مشتمل ہے۔ جس کی قیمت موجودہ نرخ کے لحاظ سے قریباً دو ہزار روپیہ ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ نیز اس کے علاوہ جو جائیداد میری موت پر ثابت ہو اس کی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔

میرا ذریعہ معاش دوکانداری ہے۔ دکان میں دو سو اسی روپے قرض لے کر ڈالا ہوا ہے۔ قریباً بیس روپیہ ماہوار منافع مجھے حاصل ہوتا ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ لہذا یہ چند حروف تحریر کر دیتا ہوں کہ سند رہیں۔

العبد:۔ اللہ بخش ولد فضل دین قوم سوہل محلہ دارالنصر ربوہ ضلع جھنگ۔
گواہ شد:۔ مستری محمد صدیق دوکاندار گولبازار ربوہ ۱۷/۹/۶۰
گواہ شد:۔ اللہ بخش سکرٹری امور عامہ دارالصدر غربی ربوہ ۱۷/۹/۶۰

نمبر ۱۵۹۱۵: میں خدیجہ بی بی زوجہ میاں عبدالرحمٰن صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۵۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن دارالصدر ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱۲/۶۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد حق مہر یکصد روپیہ ہے جو میری ملکیت ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائیداد داخل کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ جائیداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

الامۃ:۔ نشان انگوٹھا خدیجہ بی بی زوجہ میاں عبدالرحمٰن محلہ دارالصدر ربوہ
گواہ شد عبدالرحمٰن بقلم خود۔ گواہ شد:۔ دلاور شاہ انسپکٹر وصایا۔ کارکن دفتر وصیت ربوہ۔

نمبر ۱۵۹۱۶: میں ہاجرہ بی بی بیوہ محمد عبداللہ صاحب مرحوم سیکھوانی قوم بٹ کشمیری پیشہ خانہ داری عمر ۵۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن جڑانوالہ ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۱۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد حق مہر ۳۲/- روپے تھے۔ جس کی وصولی میں اپنے خاوند کی وفات سے قبل کر چکی ہوں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی اور ایک جوڑا ڈنڈیاں سونے کی وزن ۱/۲ ۱ تولہ قیمتی ۲۰۰/- روپے بکل مبلغ ۲۳۲/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میری وفات کے وقت مزید جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی نیز خانہ خدا کی صفائی کے سلسلہ میں پانچ روپے ماہوار مقامی جماعت میں ادا کر رہی ہوں۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔

الامۃ۔ نشان انگوٹھا ہاجرہ بی بی بیوہ محمد عبداللہ سیکھوانی مرحوم حال جڑانوالہ معرفت کوٹھی میجر محمد نواز خانصاحب جڑانوالہ ضلع لائلپور۔
گواہ شد:۔ محمد لطیف بٹ کارکن دفتر جائیداد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ بحق ہاجرہ بی بی ۱۵/۱۱ ۔
گواہ شد:۔ محمد ابراہیم پسر ہاجرہ بی بی حال جڑانوالہ۔

نقد وصولی چندہ وقفِ جدید سال چہارم

نام	وصولی
ایم اے خورشید صاحب ناظم آباد کراچی	۷۰۰ — ۰
محمد اسرائیل صاحب "	۶۰ — ۰
حاجی عبدالکریم صاحب "	۵۲ — ۰
میاں عبدالرحیم صاحب "	۱۱ — ۰
رشید احمد صاحب قیصرانی "	۲۰ — ۰
غلام احمد صاحب ناظم آباد "	۳۰ — ۰
علی محمد انور صاحب "	۱۰ — ۰
چوہدری عبدالرحیم صاحب "	۱۰ — ۰
خواجہ محمد اسلم صاحب "	۱۰ — ۰
میرزا بشیر احمد صاحب "	۱۵ — ۰
پیر شریف احمد صاحب "	۱۳ — ۰
عبدالواحد صاحب صدیقی "	۱۹ — ۰
محمد حسین ناظم فاروقی صاحب ڈرگ روڈ	۱۱ — ۰
مرزا غلام حیدر صاحب نوشہرہ	۱۲ — ۰
ڈاکٹر مرزا عبدالقیوم صاحب "	۲۵ — ۰
شیخ سلیم اللہ صاحب "	۶ — ۰
حلیمہ بی بی صاحبہ نوشہرہ	۶ — ۰
چوہدری ناصر احمد صاحب سرائے عالمگیر گجرات	۲۱ — ۰
غلام احمد صاحب چک ۹۶ شمالی	۶ — ۰
شیر محمد صاحب بھانوار	۱۲ — ۰
محمد عرفان خان صاحب مانسہرہ	۱۸ — ۰

نام	وصولی
محمد الدین صاحب چک ۹۶ شمالی سرگودھا	۶
چوہدری فضل احمد صاحب دارالرحمت شرقی	۶ — ۱۹
جماعت گجرات بذریعہ حکیم خورشید عالم صاحب	۱۸۱ — ۱۸
جماعت منٹگمری بذریعہ نذیر احمد صاحب	۸۸ — ۱۳
کوئٹہ بذریعہ امیر جماعت شیخ محمد حنیف صاحب	۳۵۱ — ۷۵
جماعت گوجرہ	۴۶ — ۲۵
نیلا گنبد لاہور	۹۲ — ۱۸
از لجنہ کراچی	۴۹ — ۰
کیپٹن افتخار احمد صاحب میرپور خاص	۱۲ — ۰
ابوالخیر صدیقی صاحب "	۱۰ — ۰
ملک سلطان محمد خانصاحب کوٹ فتح خان اٹک	۹ — ۰
عائشہ صدیقہ صاحبہ "	۹ — ۰
راشدہ سلطانہ صاحبہ "	۹ — ۰
سلطان رشید احمد صاحب "	۹ — ۰
سلطان ہارون احمد صاحب "	۹ — ۰
نعیمہ سلطانہ بیگم صاحبہ "	۹ — ۰
سلطان مامون خانصاحب "	۶ — ۰
افراد خان " "	۶ — ۰
بابو خدا بخش صاحب "	۶ — ۰

(ناظر مال وقف جدید انجمن احمدیہ ربوہ)

جامعہ احمدیہ میں سالانہ تقریری مقابلوں کا انعقاد

"الجمعیۃ العلمیۃ جامعہ احمدیہ کے زیر اہتمام امسال بھی سابقہ روایات کے مطابق ۳۰ اور ۳۱ رجنوری ۶۱ء کو سالانہ تقریری مقابلے ہوئے۔ پہلے دن ساڑھے چھ بجے شام جامعہ احمدیہ کے ہال میں عربی اور معیار دوم کے اردو میں تقاریر ہوئیں۔ دونوں زبانوں کے تقریری مقابلوں میں علی الترتیب چار اور پانچ طلباء نے حصہ لیا۔ عربی مقابلہ میں سید داؤد احمد صاحب انور اوّل اور محمد علی صاحب دوم قرار پائے۔ اردو مقابلہ میں عبدالباری صاحب قیوم اوّل اور محمد علی صاحب دوم قرار پائے۔ عبدالرزاق صاحب سپیشل انعام کے مستحق قرار پائے۔ منصفین کے فرائض مکرم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ۔ مکرم مولوی نورالحق صاحب انور اور مکرم ملک مبارک احمد صاحب استاذ الجامعہ نے ادا فرمائے۔

دوسرے دن معیار اول کے اردو تقریری مقابلہ میں چودہ طلبہ نے حصہ لیا۔ جس میں سید داؤد احمد صاحب انور اوّل محمد کریم الدین صاحب دوم اور لئیق احمد صاحب طاہر سپیشل انعام کے مستحق قرار پائے۔ منصفین کے فرائض مکرم ملک سیف الرحمن صاحب مفتی سلسلہ مکرم مولوی نورالحق صاحب انور اور مکرم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ نے ادا فرمائے۔

تقاریر کا معیار مجموعی لحاظ سے بہت بہتر تھا۔ احباب جماعت دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ طلبائے جامعہ احمدیہ کو روز افزوں ترقی کی منزلیں طے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور سلسلہ عالیہ کا صحیح معنوں میں خادم بنائے۔ آمین"۔

(الامین الجمعیۃ العلمیۃ جامعہ احمدیہ)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

کالج یونین کے سالانہ مباحثات کے لئے ٹکٹ

تعلیم الاسلام کالج یونین کے سالانہ مباحثات کے لئے جو ۸ اور ۹ فروری کو کالج ہال میں منعقد ہو رہے ہیں۔ داخلہ کے ٹکٹ کالج یونین آفس سے مندرجہ ذیل اوقات میں دستیاب ہو سکتے ہیں۔

دوپہر ۱ بجے سے ۲ بجے تک
بعد دوپہر ۴ بجے سے ۵ بجے تک

(سیکرٹری کالج یونین)

ضروری اعلان برائے مجالس انصار اللہ

مجالس انصار اللہ کے لئے سال رواں کی پہلی سہ ماہی کے لئے قرآن کریم کے چوتھے پارہ (پہلا نصف) کا ترجمہ بطور نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ امتحان مورخہ ۲ر اپریل سنہ ۶۱ء بروز اتوار منعقد ہوگا۔ (ربوہ کے لئے ۳۱ مارچ بروز جمعہ) وقت کی تعیین زعماء مجالس خود فرمائیں گے۔ تمام انصار ابھی سے تیاری شروع فرما دیں۔ اور امتحان میں شمولیت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ زعماء کرام وقتاً فوقتاً جائزہ لیتے رہیں کہ انصار امتحان کی تیاری کر رہے ہیں۔ جہاں جہاں ممکن ہو وہاں ترجمہ پڑھانے کا بھی انتظام فرما دیں۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

اعانت

مکرم مبشر احمد صاحب راجیکی نے اپنے بھائی مکرم مصلح الدین احمد صاحب راجیکی مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے مبلغ پانچ روپے عنایت فرمائے ہیں اور خواہش ظاہر کی ہے کہ ان کے مرحوم بھائی کی طرف سے کسی مستحق کے نام سال بھر کے لئے خطبہ نمبر جاری کر دیا جائے احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مرحوم بھائی کے درجات بلند فرما دے۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

نارتھ ویسٹرن ریلوے — راولپنڈی ڈویژن

ٹنڈر نوٹس

کالاباغ میں یکم اپریل ۶۱ء سے ۳۰ رجون ۶۲ء تک کے عرصے کے لئے Ballast اور pitching stones کی معین ڈھیریوں کی شکل میں فراہمی کے واسطے نرخوں کے نظرثانی شدہ شیڈول (۱۹۵۴) کے مطابق سربمہر ٹنڈرز ۲۷ر فروری ۶۱ء کے بارہ بجے دوپہر تک مطلوب ہیں۔ سالانہ مقدار درج ذیل ہے:۔

زرضمانت	Pitching stone	Ballast: shingle ½" to ¾"	Ballast: 1"	Ballast: 2"
-/۲۵۰۰ روپے	۳۰۰۰۰۰ (تین لاکھ مکعب فٹ)	۵۰۰۰۰ (مکعب فٹ)	۱۵۰۰۰ (مکعب فٹ)	۴۰۰۰۰۰ (چار لاکھ مکعب فٹ)

ٹنڈرز مقررہ فارموں پر داخل کئے جائیں جو ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ این ڈبلیو آر راولپنڈی کے دفتر سے -/۵ روپے نقد ادا کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں یہ رقم بعد میں واپس نہیں ہوگی۔ ٹنڈرز اسی روز سوا بارہ بجے بر سر عام کھولے جائیں گے۔

ٹنڈر کی خصوصی اور عام شرائط زیر دستخطی سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ ہر ٹھیکیدار کو ان شرائط میں نشان کردہ جگہوں پر دستخط کر کے انہیں ٹنڈر کے ہمراہ داخل کرنا ہوگا۔ جو اس بات کی علامت ہوگی کہ اسے یہ شرائط منظور ہیں۔

زرضمانت حسب معمول ٹنڈر فارم خریدنے سے قبل ڈویژنل پے ماسٹر این ڈبلیو آر راولپنڈی کے پاس جمع کرانا ہوگا۔

ریلوے کا محکمہ کم سے کم لاگت کے یا کسی ٹنڈر کو منظور کرنے کا پابند نہ ہوگا۔

وہ تمام ٹھیکیدار جن کے نام منظور شدہ ٹھیکیداروں کی فہرست میں درج نہ ہوں انہیں چاہیئے کہ وہ ٹنڈرز کھلنے کی مقررہ تاریخ سے پہلے اپنے نام ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ این ڈبلیو آر راولپنڈی کے پاس رجسٹر کرائیں۔

صرف وہی ٹھیکیدار ٹنڈر داخل کریں جنہیں کوریز کے کام کا سابقہ تجربہ ہو۔

(برائے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ این ڈبلیو آر۔ راولپنڈی)

ضروری اعلان

بل ماہ جنوری سنہ ۱۹۶۱ء ایجنٹ صاحبان کی خدمت میں بھجوائے جا چکے ہیں۔ براہ مہربانی ان بلوں کی رقم دس فروری سنہ ۱۹۶۱ء تک دفتر ہذا میں پہنچ جانی ضروری ہے۔

(مینیجر الفضل)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۲